THE ALHAKAM.

ان تنصروا اللہ ینصرکم ویثبت اقدامکم

شرح قیمت
ہر صورت میں پیشگی
وصول ہوگی
رئیسان الحکم سے عنہ
معاونین الحکم سے عنہ
عام قیمت عہ

الحکم

چھپا در ہمت میں زور قضا ہے
مثل ہے کہ ہمت کا حامی خدا ہے

بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں بر منار بلند تر محکم افتاد

ایڈیٹر و مالک شیخ یعقوب علی تراب احمدی (عرفانی)

نمبر	قادیان دار الامان مورخہ ۲۱ اکتوبر سنہ ۱۹۲۱ء	سلسلۂ الجدید	جلد

نظم در مدح رسول کریم صلعم

(از قلم رحمت اللہ خاں واثق احمدی قادیانی)

شہ لولاک ہم پر بھی تری نظرِ عنایت ہو
گنہگاروں کے بخشانے کو جب تیری شفاعت ہو

تیرے اس حسنِ دلکش پر ہے قربان جان و تن میرا
فدائی اور شیدائی کو حاصل خیر و برکت ہو

ترے خدام میں سے ہوں مجھے تجھ سے محبت ہے
میں ہوں اس بات کا شائق تجھے مجھ سے محبت ہو

محبت سے محبت پیدا ہوتی ہے مثل ہے یہ
یگانے غیر ہوتے ہیں جو کچھ بھی دل میں الفت ہو

بتا دے روح کیا پھونکی صحابہ میں کہ جس سے وہ
بڑھے ہر کوہ و میداں میں اگرچہ کیسی حالت ہو

جو ٹڈی دل وہ آجاتے تو فاتح بن کے وہ جاتے
بھلا وہ ہار کیوں جائیں خدا کی جب کہ نصرت ہو

زباں لاؤں کہاں سے وہ کہ جس سے ہو ثنا تیری
لکھوں میں نعت کے دفتر جو مجھ میں استطاعت ہو

تیرے احساں نہ بھولینگے ہمیں ہرگز قیامت تک
سخاوت ہو تو ایسی ہو جو ہو ایسی شجاعت ہو

خدا نے جو دیا رتبہ نہیں بخشا کسی کو وہ
برابر تیرے ہو جائے بھلا کسکو یہ جرأت ہو

بنایا سید کونین ہے جب تم کو مولےٰ نے
بھلا اب اس سے بڑھ کر اور کیسی بادشاہت ہو

تمہارے حسن و احساں کا بیاں مجھ سے بھلا کب ہو
قلم بھی جب کہ قاصر ہو زباں میں بھی نہ طاقت ہو

ترے نقشِ قدم پر چل کے دنیا میں نبی آیا
بڑھے کیونکر نہ شاں تیری نبی جب تیری اُمت ہو

ہوا جلوہ نما ہے تو مسیح قادیانی میں
کہ تا اس سے جہاں میں تیرے دیں کی پھر اشاعت ہو

حدیثوں میں نشاں مذکور تھے مہدی کے پہلے سے
کہ تا ہم کو نہ اس کے ڈھونڈنے میں کچھ بھی دقت ہو

زمیں نے آسماں نے وہ نشاں ظاہر کئے سارے
کہ تا روشن جہاں پر تیرے مہدی کی صداقت ہو

وہی فَأْتُوْا بِسُوْرَةٍ کی طرح اس نے کیا دعویٰ
کوئی سے آئے کچھ لکھکر جسے نازِ لیاقت ہو

مگر کوئی نہ آیا بالمقابل آزمائش کو
کلام اللہ کے تو مقابل کیا فصاحت ہو

گئے اس کے مبلغ چار سُو تبلیغ کی خاطر
صداقت تا کہ مہدی کی جہاں پر خوب ثابت ہو

گئے امریکہ افریقہ گئے ماریشس و لنڈن
گئے دنیا میں ہر جانب اگرچہ ساتھ غربت ہو

مری مدت سے خواہش ہے الٰہی اس کو پورا کر
کہ مجھ سے بھی جہاں میں دینِ حق کی آج خدمت ہو

سنو یہ غور سے واثق کہ کیا آواز آتی ہے
"خدا نے بھیجا مہدی کو جہاں کو تا ہدایت ہو"

خریدارانِ الحکم کو اطلاع

ہر ایک خریدار جس کو اخبار کا کوئی پرچہ نہ ملے۔ تو ایک ہفتہ کے اندر اطلاع دے کر پرچہ منگوا لیں۔ ورنہ کوئی شکایت نوٹس میں نہ لائی جائیگی ؛

مینیجر الحکم

مسیح موعودؑ کی نبوت کے خلاف مولوی محمد علی صاحب کی ایک انوکھی دلیل کا جواب

حضرت مسیح موعودؑ کی نبوت کے خلاف مولوی محمد علی صاحب کی طرف سے جو عجیب و غریب دلائل شائع ہوئے ہیں۔ منجملہ ان عجیب دلائل کے ایک فیصلہ کن دلیل آپ نے اخبار پیغام صلح ۲۳ جلد ۲ میں یہ شائع کی تھی۔ کہ

نبی وہ ہوتا ہے۔ جو اپنی بات بلا دلیل منوائے

اب اسی رنگ کی ایک عجیب دلیل میں نے حال میں ان کی مایہ ناز کتاب "النبوۃ فی الاسلام" صفحہ ۱۱ میں پڑھی ہے اس میں آپ لکھتے ہیں۔

"آپس میں رسول سب بھائی ہیں۔ مگر ان کے متبع۔ ان کی پیروی کرنے والے ان کے بھائی نہیں۔ بلکہ ان کے فرزند ہیں"

اس تحریر سے مولوی محمد علی صاحب کا منشاء یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود اس واسطے رسول اور نبی نہیں ہو سکتے۔ کہ اگر مسیح موعود کو نبی اور رسول مانا جائے۔ تو دوسرے رسولوں کے بھائی ٹھیرتے ہیں۔ لیکن چونکہ آپ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے متبع اور پیروی کرنے والے ہیں۔ اس لئے آپ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے فرزند ہو کر کسی رسول دینی کے بھائی نہیں ہو سکتے۔ مگر غور کرنے سے ظاہر ہوگا۔ کہ مولوی صاحب کی یہ دلیل کئی طور سے غلط ہے۔

اوّل۔ اس طرح سے کہ اگر یہ امر صحیح مانا جائے۔ کہ کسی نبی

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الحکم

قادیان دارالامان۔ ۲۸ اکتوبر سنہ ۱۹۲۱ء

کیا اسرائیلی مسیح کا مشن عالمگیر تھا

مسیحوں کا دعویٰ ہے۔ کہ یسوع مسیح بنی نوع انسان کی نجات کے لئے آیا۔ وہی عالم کا نجات دہندہ ہے۔

یہ دعویٰ ان کے خوش عقیدتی پر منحصر ہے۔ ورنہ از روئے انجیل یہ کہیں سے ثابت نہیں ہوتا۔ کہ مسیح بجز بنی اسرائیل کے غیر قوموں کے لئے بھی آیا ہو۔ تا زندگی اس نے بنی اسرائیل میں تبلیغ کی۔ اور اپنے شاگردوں کو بھی جب بھیجا بنی اسرائیل ہی کی طرف بھیجا۔ پس مسیحی مذہب خاص قوم کے لئے تھا۔ نہ کہ عالمگیر۔ چنانچہ نئے عہد نامے میں یسوع کی تعلیم عالمگیر نہیں پائی جاتی۔ بلکہ خاص بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے لئے ہے۔

اس امر کے ثبوت میں ہم خود حضرت مسیح کے اقوال کو شہادت میں پیش کرتے ہیں۔ متی باب ۱۵ آیت ۲۱ تا ۲۸ میں ذکر ہے۔ مسیح نے کنعانی عورت کے جواب میں کہا۔ کہ میں اسرائیل کے گھر کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا اور کسی کے پاس نہیں بھیجا گیا۔ پھر وہ آئی۔ اور اسے سجدہ کرکے کہا۔ اے خداوند میری مدد کر۔ اس نے جواب دیا۔ کہ مناسب نہیں کہ لڑکوں کی روٹی لے کر کتوں کو پھینک دیں۔ اس نے کہا۔ سچ ہے خداوند مگر کتے بھی جو ٹکڑے خداوند کے میز سے گرتے کھاتے ہیں۔ تب یسوع نے جواب میں اسے کہا۔ اے عورت تیرا اعتقاد بڑا ہے۔ جو تو چاہتی ہے۔ تیرے لئے ہو۔

اس مکالمہ میں حضرت یسوع مسیح نے صاف الفاظ میں فرماتے ہیں۔ کہ میں اسرائیل کے گھر کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا اور کسی کے پاس نہیں بھیجا گیا۔ بلکہ دوبارہ جواب میں یسوع نے یہودیوں کو اپنا لڑکا اور غیر قوموں کو کتا کے لفظ سے یاد کیا۔

مسیح نے جو اس کنعانی عورت کو جواب دیا۔ اس سے نہ صرف یہی ثابت ہوتا ہے۔ کہ مسیح غیر قوموں کے لئے نہیں تھا۔ بلکہ یہ بھی کہ وہ غیر قوموں کو حقیر و ذلیل بھی سمجھتا تھا۔ بعض عیسائی ان کا جواب یہ دیا کرتے ہیں۔ کہ مسیح نے عورت کا ایمان پرکھنے کے لئے ایسا کہا تھا۔ تو نعوذ باللہ گویا مسیح نے یہ غلط بیانی کی۔ اگر فی الواقع مسیح ساری دنیا کے قوموں کے لئے آیا تھا۔ تو کیوں اس نے کنعانی عورت سے خلاف امر واقعہ کہا۔ کہ میں بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا اور کسی کے پاس نہیں بھیجا گیا۔ پھر دوبارہ کیوں یہ غلط جواب دیا۔ کہ مناسب نہیں کہ لڑکوں کی روٹی لے کر کتوں کو پھینک دیں۔

مرقومہ بالا آیت کے پڑھنے سے حضرت مسیح کا جواب لفظ بلفظ سچا تھا۔ کیوں کہ مسیح سمجھتا تھا۔ کہ وہ محض بنی اسرائیل کے لئے بھیجا گیا تھا۔ نیز مسیح یہودیوں کو خدا کی برگزیدہ قوم جانتا تھا۔ اس لئے دیگر قوموں کو کتا وغیرہ کے الفاظ سے مخاطب کیا۔ جیسا کہ متی باب ۷ آیت ۶ میں حضرت مسیح سے فرماتے ہیں۔ وہ چیز جو پاک ہے۔ کتوں کو مت دو۔ اور اپنی موتی سوروں کے آگے مت ڈالو۔ ایسا نہ ہو کہ وہ انہیں پاؤں کے نیچے روندیں۔ اور پلٹ کر تمہیں پھاڑیں۔ یہاں بھی کتوں اور سوروں سے مراد غیر قومیں

ہیں۔ بعض عیسائیوں کا خیال ہے۔ کہ کتوں اور سوروں سے مراد شریر اور خراب لوگ ہیں۔ حالانکہ یہ بات مسیح کے قول سے استنباط نہیں ہوتی۔ جیسا کہ مسیح صاف لفظوں میں کہتا ہے کہ بنی اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں یعنی گنہگاروں کے لئے بھیجا گیا ہوں۔ پس جب کہ مسیح خود اقرار کرتا ہے۔ کہ وہ بدکاروں کے اور شریروں کے لئے آیا ہے۔ تو وہ کیونکر اونہیں تعلیم دینے سے انکار کرتا یا معیوب سمجھتا اور اپنے شاگردوں کو منع کرتا۔ بجائیکہ مسیح اور اس کے شاگردوں نے بنی اسرائیل بدکاروں کو تبلیغ کی اور تعلیم دی۔ پس اس سے معلوم ہوا۔ کہ کتوں اور سوروں سے مراد شریر اور خراب لوگ نہیں ہیں۔ اگر شریر اور خراب لوگ اس سے مراد ہوتے۔ تو کیوں بنی اسرائیل کے بدکاروں کو مسیح اور اس کے شاگردوں نے تبلیغ کی۔ اور نیز یہ کہا۔ مسیح کا اس حوالے کی موجودگی میں بھی غلط ہو جاتا ہے۔ جو یوں ہے۔ میں راستبازوں کو نہیں بلکہ گنہگاروں کو بلانے کے لئے آیا ہوں۔ متی ۹/۱۳

پس معلوم ہوا۔ کہ مسیح کے کتوں اور سوروں سے مراد نامختون یعنی غیر قومیں ہیں۔

حضرت مسیح نے خود بھی غیر قوموں میں تبلیغ نہیں کی اور اپنے حواریوں کو بھی منع کر دیا ہے۔ کہ غیر قوموں میں نہ جانا متی باب ۱۰ آیت ۵ تا ۷ میں مرقوم ہے۔ کہ ان بارہ کو یسوع نے بھیجا۔ اور انہیں حکم دے کر کہا۔ کہ غیر قوموں کی طرف نہ جانا۔ اور سامریوں کے کسی شہر میں داخل نہ ہونا۔ بلکہ اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے پاس جانا۔

پس مسیح کے اقوال سے صاف ظاہر ہے۔ کہ وہ مخصوص بنی اسرائیل کے لئے تھا۔ اور اپنی زندگی میں اپنے شاگردوں کو صاف لفظوں میں ہدایت کر دی تھی۔ کہ غیر قوموں میں ہدایت کے لئے نہ جانا۔

مسیحی صاحبان جواب دیا کرتے ہیں۔ کہ مرقس کی انجیل باب ۱۶ آیت ۱۵ ملاحظہ ہو۔ اور اس نے ان سے کہا۔ کہ تم تمام دنیا میں جا کر ساری خلق کے سامنے انجیل کی منادی کرو۔

مگر یہ مرقومہ بالا قول متی باب ۲۸ کی آیت کے پڑھنے سے ظاہر ہو جاتا ہے۔ کہ یہ صلیب پر مرنے کے بعد یسوع کا ہے۔ کوئی معقول آدمی جیتے یسوع کے قول پر مرے یسوع کے قول کو ترجیح دینا پسند نہ کرے گا تعجب ہے۔ کہ یسوع نے ایسی ضروری ہدایت کو اپنی زندگی میں فروگذاشت کر دیا۔ بلکہ اس کے برعکس ہدایت دی۔

سچ تو یہ ہے۔ کہ یسوع نے اپنی زندگی میں صاف جتلا دیا تھا۔ کہ وہ غیر قوموں کے لئے نہیں بھیجا گیا۔ لیکن برعکس اس کے پولوس کی رائے تھی۔ کہ منادی غیر قوموں میں بھی ہونا چاہیئے۔ حالانکہ یسوع کے حواری جو ہمیشہ اس کے ساتھ رہا کرتے تھے۔ غیر قوموں میں انجیل کی منادی کرنے کے برخلاف تھے۔

مسیح کے شاگردوں میں پولوس رسول شامل نہیں ہے۔ کیونکہ خود پولوس نے یسوع مسیح کو اس کی حیات میں نہیں دیکھا تھا۔ اعمال باب ۹ میں ذکر ہے۔ جب کہ پولوس خداوند (مسیح) کے شاگردوں کو ستانے کیلئے دمشق کو جا رہا تھا۔ تو راستہ میں اسے بیہوشی کی حالت میں یسوع کی آواز سنائی دی۔ اس وہم نے اس پر اس قدر اثر ڈالا۔ کہ تب سے وہ اپنے آپ کو غیر قوموں میں منادی کا چنا ہوا وسیلہ سمجھنے لگا۔ چنانچہ رومیوں باب ۱۱ آیت ۱۳ میں پولوس فخریہ کہتا ہے۔ کہ میں غیر قوموں کا رسول ہوں۔ پھر اپنے خط گلتیوں باب ۲ آیت ۷، ۹ میں لکھتا ہے۔ کہ نامختونوں کے لئے میں انجیل کا امانت دار

ہوں۔ جیسا مختونوں کے لئے پطرس تھا۔ افسیون باب ۳ آیت ۲ و ۳ بھی ملاحظہ ہو۔ یہ پولوس کا ذاتی وہم وخیال تھا۔ قابل استدلال نہیں ہے۔

مذکورہ بالا حوالجات سے ظاہر ہے۔ کہ غیر قوموں میں منادی کرنے کا کام پورا نے حواریوں کے سپرد نہ تھا۔ یہ بھید پولوس پر کھولا گیا۔ اور اسے غیر قوموں کا رسول مقرر کیا گیا۔ فقرہ زیر بحث مرقس باب ۱۶ آیت ۱۵ پر ہے۔ کہ جس میں مسیح مر کر جی اٹھا۔ اور وہ اپنے اصلی پورانے حواریوں کو ہدایت کرتا دکھایا گیا ہے۔ کہ تم تمام دنیا میں جا کر ساری خلق کے سامنے انجیل کی منادی کرو۔ لامحالہ یہ مذکورہ آیت الحاقی معلوم ہوتی ہے۔ ورنہ کیوں پطرس اور دیگر پرانے حواریوں نے اپنے خداوند یسوع مسیح کی حکم کی تعمیل نہ کی۔ اگر یہ کہا جائے۔ کہ وہ حواری اس کام کے سرانجام دہی کے قابل نہ تھے۔ تو یہ جواب تسلی بخش نہیں ہو سکتا۔ پھر کیا حضرت مسیح کو علم نہ تھا۔ کہ میرے شاگرد ہدایت کی تعمیل کرنے کے لائق نہیں ہیں۔ یا اگر اس کو ایسا علم تھا۔ تو کیوں اس نے ایسا کام ان کے سپرد کیا۔ جس کی سرانجام دہی کے قابل نہ تھے ؛

حواریوں میں سے پطرس پر مسیح کا اس قدر اعتبار تھا۔ کہ یسوع نے اس سے وعدہ کیا۔ کہ میں آسمان کی بادشاہت کی کنجیاں تجھے دوں گا۔ جو کچھ تو زمین پر بند کرے گا۔ آسمان پر بند کیا جاوے گا۔ اور جو کچھ تو زمین پر کھولے گا۔ آسمان پر کھولا جائیگا۔ متی باب ۱۶ آیت ۱۹۔ اگر مسیح فی الواقع ساری دنیا کیلئے بھیجا گیا ہوتا۔ تو ضرور وہ اپنی حیات میں یہ بھید پطرس پر ظاہر کر دیتا۔ مگر ایسا نہیں ہوا۔ بلکہ اسے صاف صاف کہہ دیا۔ کہ میں اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا اور کسی کے پاس نہیں بھیجا گیا ؛

البتہ اعمال کے باب ۱۰ کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ پطرس بیخودی کی حالت میں قرنیلیوس کے پاس گیا۔ اور وہاں غیر قوموں کو انجیل کی منادی کی۔ وہاں سے واپسی پر پطرس پر اعتراض کیا گیا۔ کہ کیوں تو نامختونوں کے پاس گیا۔ اور ان کے ساتھ کھایا۔ یہ خداوند مسیح کے حکم کے خلاف ہے۔ پطرس نے جواب دیا۔ کہ بیخودی کی حالت میں خدا نے ایسی ہدایت کی تھی۔ اعمال ۱۱ اس قصہ سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ مسیح نے نہ تو اپنی زندگی میں اور نہ مر کر جی اٹھنے کے بعد یہ ہدایت دی۔ کہ ساری دنیا میں ہر ایک مخلوق کے سامنے انجیل کی منادی کرو۔ بلکہ پطرس کو عالم بیخودی میں غیر قوموں میں جانے کی ہدایت ہوئی۔ دوم جب کہ غیر قوموں میں منادی کرنے کے لئے پطرس پر اعتراض کیا گیا۔ تو پطرس نے جواب میں یہ نہیں کہا۔ کہ مسیح نے اپنی زندگی میں یا مر کر زندہ ہونے کے بعد مجھے غیر قوموں میں انجیل سنانے کی ہدایت کی ہے۔ بلکہ یہ کہا کہ بیخودی میں ہوا۔ گویا اپنی غلطی کا اعتراف کر کے پھر کبھی اس نے غیر قوموں میں منادی نہیں کی۔ بلکہ ہمیشہ پطرس اور اس کی پارٹی غیر قوموں میں تبلیغ کرنے کے خلاف رہی ؛

علاوہ بریں یہ ہدایت کہ تمام دنیا میں ہر ایک مخلوق کے سامنے انجیل کی منادی کی جائے۔ یہ مر کر جی اٹھے یسوع کے منہ میں ڈالی گئی ہے۔ اس لئے یسوع کے جی اٹھنے کے قصہ کی صداقت پر ہی اس ہدایت کی صداقت کا انحصار ہے۔ مر کر جی اٹھنے کا قصہ بذاتہ خلاف عقل و نقل ہے۔ خود انجیلوں میں اس قصہ کے نسبت تناقض بیان پائے جاتے ہیں۔ اس لئے آیت بالا کو پیش کرنا ہی غلط ہے۔ ہاں ایک تاویل ہو سکتی ہے۔ کہ مسیح اپنی آمد ثانی میں اپنے بروز کو عالمگیر قرار دے گا۔ سو عیسائی اگر الیاس سے یوحنا

میں آنے کی مانند اگر مسیح کا نزول بروزی مان کر سچے مسیح موعود پر ایمان لائیں۔ تو اس مسیح محمدی کا یہ دعویٰ صحیح ہوسکتا ہے۔ کہ میرا مذہب میری دعوت عالمگیر ہے۔ اور میں اور میرے شاگرد دنیا کی تمام قوموں میں تبلیغ توحید کریں گے۔ خیر یہ تو ایک ذوق بات ہے۔

حوالجات بالا سے تو یہی ثابت ہوا۔ کہ مسیح ایک خاص قوم یعنی بنی اسرائیل کے لئے تھی۔ جیسا کہ مسیح کے اقوال اور اس کے شاگردوں کے افعال سے ثابت کر دیا گیا لہذا مسیحی مذہب کی صورت سے عالمگیر نہیں ہو سکتا

عتیق۔ عبدالحی (حیدرآبادی) از قادیان

اسلام کی عملی توہین ایک تارک موالات مسلمان کے ہاتھ سے

عہد حاضرہ کے سیاسی علماء اسلام جس خطرناک راہ پر چل رہے ہیں۔ اس کے آثار و اظلال نمودار ہو رہے ہیں۔ مولوی حمید احمد صاحب ایک تارک موالات اس وقت بریلی کے جیل خانہ میں ہیں۔ انہوں نے مقاطعہ جوعی کر کے لارڈ میر آف کارک (دسیکسوینی) کی سنت پر عمل شروع کر دیا ہے۔ اور اس طرح پر اونہوں نے اسلامی جوئے کو اپنی گردن سے اتار کر شیطانی تقلید شروع کر دی ہے۔ اسلام نے تو دائمی روزہ بھی درست نہیں رکھا۔ اور خودکشی کو ناجائز۔ اور حرام قرار دیا ہے۔ تعجب کی بات ہے۔ کہ حمید احمد صاحب اخبارات میں مولانا کے نام سے یاد کئے جاتے ہیں۔ اور وہ اس طرح پر اسلام کی عملی توہین کر رہے ہیں۔ اور بایں چاہتے ہیں۔ کہ ان کی لاش کی اسلامی طریقہ پر تجہیز تکفین کی جاوے۔

اگر مولوی حمید احمد صاحب اس مقاطعہ جوعی میں فوت ہو گئے۔ تو تارکین موالات کی اسلامی غیرت و حمیت کا ایک امتحان ہو جائیگا۔ اگر انہوں نے اس خودکشی سے عملی بیزاری کا اظہار نہ کیا۔ مولانا عبدالباری اور مولانا آزاد ضرور اپنی پوزیشن کو اس معاملہ میں صاف کر دیں گے۔ ان کا فرض ہے۔ کہ وہ فوراً ایک اعلان اس حماقت اور توہین ملت کے خلاف شائع کریں۔ جس قدر شور گورنمنٹ کے خلاف مچایا جاتا ہے کم از کم ایسی عملی توہین اسلام پر بھی تو صدائے احتجاج بلند کی جاوے۔

مولوی حمید احمد صاحب سے تو بابار اچھے ہی اچھے رہے۔ کہ اونہوں نے دوسروں کے سمجھانے پر اپنی بے وقوفی کو چھوڑ دینے کا وعدہ کر لیا مسلمانو! یاد رکھو۔ یہ کامیابی کے طریق نہیں۔ قرآن مجید اور اسلام کی عملی تعلیم سے الگ ہو کر تو خسران ہی ہے امید کرنی چاہیئے۔ کہ اس قسم کی حرکات سے آیندہ کے لئے توبہ کی جائے گی ؞

آریہ سماج کا لٹریچر عراق عرب میں۔ فوری توجہ کی ضرورت

آریہ سماج باوجودیکہ میری رائے میں ایک پولیٹیکل باڈی ہے۔ لیکن آریہ سماج کے لیڈنگ پیپرز آریہ سماج کے پلیٹ فارم سے سیاسی بحثوں کو پسند نہیں کرتے اور بڑے زور سے اس کی مخالفت کر رہے ہیں۔ اور آریہ سماج خاموشی کے ساتھ اپنا کام کر رہی ہے۔ ہندوستان کے مسلمان اپنی سیاسی گتھیوں کے سلجھانے کیلئے فکر میں ہیں۔ اور اس کا نام انہوں نے بدقسمتی سے مذہب اسلام کی خدمت رکھ لیا ہے۔ ابھی یہ اعلان ہوا ہے۔ کہ آریہ سماج کے عراق عرب میں اپنا لٹریچر پھیلانے کے لئے عربی تراجم کا سلسلہ شروع کر دیا ہے۔ چنانچہ ستیارتھ پرکاش کے بعض ابواب اور تحقیق الحق۔ تحقیق الالہام اور

تحقیق التناسخ وغیرہ نام کے رسائل عربی زبان میں شائع کر دیئے گئے ہیں۔ اگر یہی لیل و نہار ہماری غفلت اور خود فراموشی کا رہا۔ تو عراق عرب میں آریہ سماج نوجوانوں کو گمراہ کرنے کیلئے بہت آگے نکل جائے گی۔ عیسائی مشن الگ اپنا کام کر رہے ہیں۔ اور ہم ہیں کہ اس سوال کو حل کرنے کے فکر میں ہیں۔ کہ امیر فیصل وہاں کا بادشاہ رہنا چاہیئے یا حکومت انگورہ کے سپرد وہاں کی حکومت ہو۔

دوسرے مسلمانوں کی توجہ اشاعت اسلام کے کام سے بالکل ہٹ چکی ہے۔ اور وہ چاہتے ہیں۔ کہ حکومت ہو تو سب کچھ ہو جائے گا۔ حالانکہ اسلام کی عملی روح جب تک مسلمانوں میں تھی۔ تو سب کچھ تھا۔ جب وہ روح نکل گئی۔ تو ایک بے حقیقت جسم رہ گیا۔ اور سب کچھ جاتا رہا۔ ہندوؤں کے ساتھ رواداری کی پولیسی شاید اس کام سے اور بھی دور لے جائیگی۔ پس اس وقت یہ کام ایسی جماعت کا رہ جاتا ہے۔ جس کو خدا تعالےٰ نے اس مقصد کے لئے منتخب کیا ہے۔ اور میں اپنی جماعت کے علماء کو خطاب کرتا ہوں۔ کہ وہ بہت جلد اس طرف توجہ کریں۔ خصوصاً صیغہ تالیف اشاعت کے ناظر صاحب جو خدا کے فضل و کرم سے عربی زبان کے ماہر ہیں۔ جنکو وہاں کے حالات کا ذاتی تجربہ اور واقفیت ہے۔ چند ضروری رسائل فوراً عربی زبان میں لکھے جا کر عراق عرب میں شائع کرنے ضروری ہیں۔ اور اس امر کی بہت ہی ضرورت ہے کہ ایک مستقل مرکز اشاعت عراق عرب میں قائم کیا جاوے جہاں آریہ سماج کی کتابوں کا ماہر اور زبان سنسکرت اور عربی جاننے والا مبلغ بھیجے جاویں۔ اور یہ کام ایسا ہے۔ کہ جلد سے جلد ہماری جماعت کو اس کے لئے طیار ہونا چاہیئے۔

مسلمانوں کی گراوٹ

جب کسی قوم کے برے دن آتے ہیں۔ تو وہ دن بدن اپنے آپ کو اپنے ہاتھوں تباہ کرتی جاتی ہے۔ اس وقت مسلمان قوم اللہ تعالےٰ کے عذاب کا خاص نشانہ ہے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ خدا نے اس قوم کو ہلاکت کے گڑھے سے نکالنے کے لئے اپنا نبی دنیا میں بھیجا۔ مگر یہ قوم دین کو چھوڑ دنیا پر ایسی گری۔ کہ نہ دین ہی ان کے قبضے میں رہا۔ اور نہ دنیا ہی ہاتھ آئی۔

اسلام کی یہ بری حالت دیکھ کر اوّل تو غیر مذاہب کے لوگ اس وقت اسلام کو قبول کرنے کی جرأت نہیں کرتے اور اگر کرتے ہیں۔ تو پھر مسلمان اس کے پیچھے اس طرح پڑ جاتے ہیں۔ کہ وہ شخص اگر مرتد نہیں بھی ہونا چاہتا۔ تو اپنے اخلاق سے اس کو مرتد بنا کر چھوڑتے ہیں۔ امرتسری اخبار اہلحدیث کی ۱۴ اکتوبر کی اشاعت میں ایک مضمون بڑے میاں تو بڑے میاں چھوٹے میاں سبحان اللہ کے عنوان سے شائع ہوا ہے۔ جس میں چنیوٹی نامہ نگار نے ہمارے نو مسلم عثمان خضر بیرسٹر ایٹ لا کا بھی ذکر کیا ہے۔ وہ لکھتا ہے۔ "سلسلہ کلام میں شریف مکہ نے کہا۔ کہ مجھے ایک تار جدّہ سے آیا تھا۔ کہ احمدی مولوی اور ایک عیسائی پادری جہاز سے اترے ہیں۔ مکہ شریف میں آنا چاہتے ہیں۔ کیا ان کو داخلہ مکہ کی اجازت ہے؟"

اب سوال ہے۔ کہ جدّہ سے تار کس نے دیا۔ اور وہ عیسائی پادری کون تھا۔ پہلے سوال کا جواب یہ ہے یہ تار جدّہ پولیس نے جو شریف کی پولیس ہے دیا بعض متعصب غیر احمدیوں کی مخبری پر۔ اور ایسی مخبری ان مسلمانوں کا ہمیشہ سے شیوہ رہی ہے۔

میں نے خان بہادر مرزا سلطان احمد سے کئی مرتبہ سنا ہے۔ کہ وہ کہا کرتے ہیں۔ کہ جب میں اور خواجہ کمال الدین حج کے لئے گئے۔ تو لودہانوی قاضی فضل احمد بھی اس سال حج کو گیا۔ اس نے وہاں مخبری کی۔ کہ مرزا صاحب کا ایک مرید آیا ہوا ہے۔ اس کو روکا جائے خان بہادر سنایا کرتے ہیں۔ کہ حرم سے واپس آرہے تھے کہ کسی نے تذکرہ کیا کہ بچ کر رہنا یہ مخبری خواجہ صاحب کی ہوئی ہے۔ تب خان بہادر بولے کہ یہ تو مرزا صاحب کے مرید ہیں۔ اور میں ان کا بیٹا ہوں۔ اس وقت ترک والی وہاں رہتا تھا۔ ہم شریف کے پاس گئے۔ اس نے کہا والی کے پاس جاؤ۔ جب والی ترک کو ملے۔ تو اس نے کہا۔ یہ خدا کا گھر ہے۔ ہم یہاں آنے سے کسی کو روک نہیں سکتے ؛

غرض ان مسلمانوں کی یہ عادت مستمرہ ہے کہ انہوں نے نہ صرف ہندوستان کی مساجد میں خدا کے نام لینے کو منع کر دیا۔ بلکہ ان کی کوششیں بیت اللہ اور ارض حرم تک پہنچ گئیں۔ کہ وہاں بھی خدا کا نام لینے والا کوئی نہ ہو۔ من اظلم ممن منع مساجد اللّٰہ یہ ظالم طبع لوگ دنیا سے خدا کے نام لیواؤں کو مٹانے کے لئے آمادہ پائے جاتے ہیں۔ اور یہی باعث خود ان کی ہستی کے مٹنے کا ہے ؛

کیا ابھی تک یہ واقعات مسلمانوں کی طرف سے نہیں ظاہر ہوئے۔ کہ ایک شخص کو محض اس لئے بعزت کیا گیا۔ کہ مسجد میں نماز پڑھ رہا تھا۔ اللہ اکبر یہ قوم کہاں سے کہاں تک پہنچ گئی۔ آج مسجد میں اللہ تعالےٰ کا نام لینا جرم قرار دیا گیا۔ اور باوجود اس قدر اسلام سے بے تعلقی کے معراج کمال کو حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔ مسلمانوں کی یہ گراوٹ دیکھ کر رونا آتا ہے۔ یہ وہ قوم تھی جو کسی وقت خیر امت کہلاتی تھی۔ آج اس کی یہ حالت ہے۔ کہ ایک شخص کو اس لئے بعزت کرتی ہے کہ اس نے نماز پڑھی۔ اور دوسرے کو اس لئے روکا جاتا ہے۔ کہ وہ حج کرنے کیوں چلا گیا ؛

شریف کی پولیس کو گورنمنٹ انگریزی نے مخبری نہیں کی۔ کیونکہ لفظ پادری بتلاتا ہے۔ کہ یہ مخبری سرکار انگریزی کی نہیں ہو سکتی۔ اگر واقعی کوئی پادری جاتا تو انگریزوں کو اس کے اظہار کی کیا ضرورت تھی۔ دوسرے جب ایک شخص ان کے مذہب سے نکل گیا۔ اور اس نے انگلستان میں علی الاعلان اپنا اظہار کر دیا۔ بلکہ اس اظہار پر جب کہ اس کے بعض رشتہ دار عدالتوں میں گئے۔ تو عدالتوں نے کہہ دیا۔ کہ اس کو اپنا مذہب تبدیل کرنے کا اختیار ہے۔ ہم کچھ نہیں کر سکتے۔ جب کہ یہ واقعات ہیں۔ پھر گورنمنٹ کو ایک جھوٹی تار دے کر حج سے ایک شخص کو رکوانا گورنمنٹ پر ایک کمینہ الزام ہو گا۔ یاد رہے کہ یہ کارروائی غیر احمدیوں کی ہے۔ انہوں نے ارض حرم جاتے ہوئے بھی اپنے دل گندوں سے پاک نہ کئے اور جس نجاست کو وہ حج کر کے صاف کرنے گئے تھے۔ باوجود اخراجات کثیرہ کے اس نجاست کو واپس لے آئے۔ ان کی آنکھ نے برداشت نہ کیا وہ کسی یورپین کو احمدی دیکھ سکیں۔ ان کی عقل جواب دے گئی۔ اور ان کو اس کا کچھ احساس نہ ہوا۔ وہ اس شخص کو جو ہزاروں روپیہ خرچ کر کے خدا کی عبادت کے لئے گیا تھا ہے۔ اور پھر نو مسلم تھا۔ ہمارے اس سلوک کا کیا اثر ہو گا۔ کیا وہ مسلم رہے گا یا پھر مرتد ہو جائے گا۔ مگر تعصب کی پٹی ایسی ہوتی ہے۔ کہ وہ اپنی کارروائی سے باز نہ آئے۔

آخر اس تار کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ مسٹر عثمان یورپین نو مسلم کو فریضہ حج سے روک دیا گیا۔ آہ مسلمان اس کے بعد بھی دعویٰ اسلام کرتے ہوئے شرم نہیں کرتے ؛

مسٹر عثمان فشر۔ یورپ کے ایک معزز بحری لارڈ فشر

کے خاندان کے ممبر ہیں۔ ان کا والد ایک بہت معزز امیر آدمی ہے۔ جو کہ اپنے اخراجات کے لئے کسی کی ملازمت کا محتاج نہیں۔ مسٹر فشر کی والدہ بھی ایک مالدار عورت تھی۔ خود مسٹر فشر بیرسٹر ہیں۔ ان کے اسلام لانے سے ان رشتہ داروں اور والد نے ان کے ساتھ بڑا سلوک کیا مگر وہ اسلام پر قایم رہے۔ وہ نیویارک میں ایک نہایت معزز پوسٹ پر لگ گئے۔ مگر چھ ماہ کام کرنے کے بعد جب معلوم ہوا۔ کہ وہ احمدی مسلمان ہیں۔ ان کو اس ملازمت سے علیحدہ ہونا پڑا۔ ان تمام مشکلات کا مقابلہ کر کے وہ نوجوان حج کے لئے ہمارے مشنری چوہدری فتح محمد صاحب کے ساتھ مکہ معظمہ آیا تھا۔ مسلمانوں کے اخلاق فاضلہ نے جو سلوک اس کے ساتھ کیا۔ وہ یہ کہ شریف کی پولیس کو لفظ پادری سے دھوکہ دے کر اس شخص کو حج کرنے سے رکوا دیا۔ یہ مثالیں اور کسی قوم کسی مذہب میں نہیں ملیں گی افسوس یہ اس نبی اعظم کی اُمّت ہے۔ جو عیسائیوں کو بھی عبادت کے لئے مسجد دے سکتا تھا ؂

کیا مسلمانوں کی یہ گراوٹ بھی ان کی آنکھ نہ کھولیگی اور ان کو سمجھ نہ آئیگی۔ وہ دنیا میں کیوں آئے تھے۔ اور اب وہ کیا کر رہے ہیں ؂

کیا انگریز بُرے ہیں؟

مکہ معظمہ ارض حرم ہے۔ جہاں خدا کا گھر ہے اور وہاں سے کسی شخص کو جو عبادت کے لئے جائے نہیں روکا جاسکتا۔ مگر اب یہ حالت ہے۔ وہ ایک اسلامی سلطنت ہے۔ مسلمان حکمران ہے۔ مگر وہ مجبور رہے کہ لوگوں کی مذہبی آزادی چھین لے۔ اور کسی شخص کو اس لئے سزا دے۔ کہ اس نے اپنے عقیدے کا اظہار کیا۔ یا وہ ارکان حج کے بعد کیوں ٹھیر گیا۔ اسی اہلحدیث میں محمد بشیر صاحب چنیوٹی لکھتے ہیں۔ کہ شریف مکہ نے جب کہ اس کے سامنے یہ کہا گیا۔ کہ حج کے لئے دو آدمی آرہے ہیں۔ ایک پادری ہے۔ اور دوسرا احمدی مولوی۔ تو شریف نے حکم دیا۔ کہ احمدی مولوی کو اسی شرط پر آنے دیا جائے۔ کہ وہ کسی جگہ اپنے عقیدہ کا اظہار یا تبلیغ نہ کرے۔ اگر اسی شرط کی خلاف ورزی کرے گا۔ تو مجرم ٹھیرے گا نیز حج کے بعد اس کو کسی جگہ ٹھیرنے کی اجازت نہ ہوگی۔"

محمد بشیر لکھتے ہیں۔ کہ ان کے پاس اس کی تصدیق میں ۲۵ آدمیوں کی شہادت موجود ہے۔ ہم بدظنی نہیں کرتے اور تسلیم کر لیتے ہیں۔ کہ شریف مکہ نے یہ حکم دیا ہوگا۔ مگر اس سے کیا صاف واضح نہیں ہو جاتا۔ کہ اسلامی ریاست میں ایک مسلمان کو اتنی بھی آزادی نہیں۔ کہ وہ کوئی بات کر سکے۔ کسی سے اپنا عقیدہ بیان کر سکے۔ خواہ دوسرا شخص اس کے منہ پر بالکل اس کے خلاف ایک عقیدہ اپنے پاس سے بنا کر اس کی طرف منسوب کرے۔ مگر وہ جرأت نہیں رکھتا کہ اس کی تردید کرے۔ پھر فریضہ حج کے بعد اس کو ارض حرم یا اس اسلامی ریاست میں کسی جگہ بھی ٹھیرنے کی اجازت نہیں۔

خدارا بتلاؤ۔ کہ کیا انگریز حاکم ان مسلمان حاکموں سے بھی بُرے ہیں۔ جو اس طرح سے اپنے بھائیوں کی آزادی کی گردن پر تلوار چلا رہے ہیں۔ انگریز تمہارے نزدیک گردن زدنی بھی ہیں۔ اور وہ ایک گمراہ اور خدا سے دور قوم ہے۔ جو تثلیث پرست ہے۔ مگر باوجود ان برائیوں کے جو مذہبی آزادی انہوں نے دے رکھی ہے کسی نے دی ہے۔ انگلستان میں جو ان کا مرکز ہے۔ ان کا گھر ہے۔ ہمارے مشنری ان کے خلاف

سخت سے سخت حربہ استعمال کر رہے ہیں۔ امریکہ میں ہمارے مشنری بیٹھے ہوئے تثلیث کے عقیدے کو توڑنے کی فکر میں ہیں۔ ہندوستان میں ہم کو ہر طرح سے آزادی ہے۔

پس وہ قوم جس نے مذہب کی آزادی دے رکھی ہے وہ بُری ہے یا وہ بُرا ہے۔ جو مذہب کی آزادی کو خلاف احکام اسلام چھینتا ہے۔

ہم کو کہا جاتا ہے۔ کہ تم ہندوستان کو آزاد نہیں کرانا چاہتے۔ ہم کہتے ہیں۔ کہ وہ آزادی کون سی ہے جو تم ہندوستان کو دلانی کو چاہتے ہو۔ یہی جس کی تصدیق محمد بشیر صاحب ۲۵ گواہوں سے کرتے ہیں۔ اگر اس آزادی کا دور دورہ ہو گیا۔ تو سمجھو کہ ایک عالمگیر بدامنی کا دروازہ کھل گیا۔ جنگیں اور خونریزیاں عام ہو جائیں گی۔ پس ایک امن پسند جماعت اور مذہبی جماعت کا فرض ہے۔ کہ اس سلطنت کی بنیادوں کو ملک کے اندر مضبوط کرے۔ جو ملک میں مذہبی آزادی کا اعلان کرتی ہے

مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے۔ گذشتہ عید البقر جیسے ایک ہندوستان کی بہت بڑی اسلامی ریاست میں پڑھنی پڑی۔ میں نے دیکھا۔ کہ جس مسجد میں احمدی جماعت کے لوگ نماز پڑھ رہے تھے۔ اس کے دروازوں پر کئی پولیس کے آدمی نگرانی کر رہے تھے۔ جب کہ مسلمان سلاطین کا یہ حال ہے۔ تو پھر ان سے یہ انگریز جن کو برا کہا جاتا ہے۔ بہت اچھے ہیں۔ اور میں کہوں گا۔ کہ انکو برا کہنے والا یا تو اچھے کی تعریف ہی نہیں جانتا اور یا پھر وہ خود اچھائی سے بہت دور ہے۔

الحکم کے لئے خریدار پیدا کریں

سالانہ جلسہ بہت قریب ہے

قادیان کی ارض حرم میں خدا کے مامور و مرسل کے ہاتھوں تیار کیا ہوا۔ جلسہ سالانہ بہت قریب آ گیا ہے اور اگر ذرا غور سے دیکھا جائے۔ تو وقت کچھ بھی نہیں احباب کو پورے زور سے اس جلسہ کی شرکت کی تحریک اپنے دوستوں میں کرنی چاہیے۔ آج دنیاوی لوگوں کے جلسوں کی تعداد پندرہ پندرہ ہزار اور بیس بیس ہزار ہو جاتی ہے۔ جن کا دین کے ساتھ کوئی تعلق تعلق نہیں ہوتا۔ اور پھر ان کی غرض کوئی تزکیہ نفس بھی نہیں ہوتی۔ جب کہ یہ جلسہ ان تمام جلسوں سے نرالا ہے۔ اور اس کا تعلق بھی مذہب اور برکات آسمانی کے ساتھ ہے۔ تو ہمارا فرض ہے۔ کہ اس سے نہ صرف ہم خود ہی متمتع ہوں بلکہ اور لوگوں کو بھی جن کو ہم دیکھتے ہیں۔ کہ وہ طرح طرح کے گندوں اور آلائشوں میں مبتلا ہیں۔ اس مقام مقدس میں جس کو اب خدا نے چن دیا ہے۔ ان گندگیوں سے پاک ہونے کے لئے ساتھ لانا چاہیئے۔ جن کے پاس اس گرانی میں اخراجات نہ ہوں۔ وہ ابھی سے روزانہ کچھ بچانا شروع کریں۔ تاکہ اس وقت کے لئے سفر خرچ ہو سکے۔

درخواست دعا

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھے سالانہ جلسہ کے بعد مصر روانہ ہونے کا ارشاد فرمادیا ہے۔ اس لئے میں انشاء اللہ تعالےٰ ماہ جنوری ۱۹۲۲ء میں قادیان دارالامان سے عازم مصر ہو جاؤنگا احباب اپنی دعاؤں سے میری خاص طور پر مدد فرماویں۔

میں سخت کمزور ہوں - کم علم ہوں - سب طاقتیں اسی کو ہیں - اور وہی علوم کا سرچشمہ اور منبع ہے - پس میرا یہ اعلان درخواست دعا معمولی نگاہ سے نہ دیکھا جائے - بلکہ خاص طور پر دعاؤں میں یاد رکھ کر احسان فرماویں ؛

شیخ محمود احمد

ریویوز

شمس الاسلام

(۱) ہمارے سامنے رسالہ شمس الاسلام کے دو نمبر ہیں - جو کہ حضرت ڈاکٹر مفتی محمد صادق صاحب احمدیہ مشنری امریکہ کے زیر ادارت میں شائع ہوئے ہیں -

حضرت مفتی صاحب کی ادارت میں جو رسالہ شائع ہوگا - وہ کسی تعریف کا محتاج نہیں - حضرت مفتی صاحب ایک کہنہ مشق ایڈیٹر ہیں - جنہوں نے سالہا سال اخبار بدر کی ایڈیٹری کی - اور اس کو کامیاب بنایا - مفتی صاحب کی تحریر جیسے ہندوستان میں خاص عزت کی نگاہ سے دیکھی جاتی تھی - اب ویسے ہی محبت سے یورپ اور امریکہ کے لوگ اس کو دیکھتے ہیں - مفتی صاحب نے انگلستان اور امریکہ میں جس قدر ڈگریاں یا ڈپلوے حاصل کئے ہیں - اس سے احباب ناواقف نہیں - پس ایسا شخص جس کی قابلیت انگلستان اور امریکہ کی یونیورسٹیوں نے تسلیم کر لی ہے - اس کی ادارت میں جو رسالہ نکلے گا - اس کا پبلک خود اندازہ لگا سکتی ہے - کہ وہ کیسا ہوگا ؛

پھر یہ رسالہ امریکہ جیسے ملک میں جو خدا سے کوسوں دور پڑا ہے - خدا اور اس کے سچے دین اسلام کے نام کو دنیا میں بلند کرنے کے لئے شائع ہوا ہے - ایسے رسالہ کی جس قدر بھی اشاعت ہو وہ کم ہے - ضرورت ہے کہ اس رسالہ کو کثیر التعداد میں امریکہ کے اندر مفت تقسیم کیا جائے اور یہ کوئی بڑی بات نہیں ہے - ہر وہ شخص جو پڑھا ہوا ہے ان پڑھ ہو کم از کم ایک رسالہ اپنے نام سے امریکہ میں جاری کرائے - یہ ایک یا دو سال تک چند روپے خرچ کر دینے کے یہ معنے ہونگے - کہ ہر شخص گویا اپنے خرچ سے ایک ایک مبلغ امریکہ میں بھیج دیا - آپ کے چھ سات روپے گویا ایک مبلغ کی حیثیت رکھیں گے - حدیث نبوی میں آتا ہے - کہ اگر کسی شخص کے ذریعہ سے ایک شخص ہدایت پا جاوے - تو وہ دنیا و مافیہا سے بہتر ہے - پس تمہارے چند روپے خرچ کرنے سے اگر وہ ایک جان کی ہدایت پا گئی - تو تم نے بہت کچھ پا لیا -

ہر شخص چاہتا ہوگا - کہ وہ دور دراز کے ملکوں میں جا کر تبلیغ کرے - لیکن اخراجات اور مشکلات اس کو نہیں چھوڑتیں ؛

یہ ایک ایسا ذریعہ ہے - کہ صرف چند روپے خرچ کر دینے سے آپ اس ثواب کو حاصل کر لینگے - جو آپ کو وہاں جا کر کام کرنے کا ملے گا - کیونکہ یہ رسالہ ان کی طرف سے بطور ایک مبلغ کے کام کرے گا ؛

پس ہر وہ شخص جو یورپ امریکہ میں تبلیغ کی اہمیت کو جانتا ہے - اس کو کم از کم ایک رسالہ کی قیمت حضرت مفتی صاحب کے نام بھیج دینی چاہیئے -

جس قدر اس رسالہ کی اشاعت ہوگی - مفتی صاحب کی تبلیغ میں اسی قدر آسانیاں ہونگی - احمدیت کا چرچا اسی قدر زیادہ ہوگا - اور جب یہ بات ہوگی - تو خدا کے فضل کے دروازے جلد کھل جائیں گے ؛

پس اگر آپ لوگ چاہتے ہیں - کہ امریکہ میں خدا اپنی

نصرت کے دروازے جلد کھول دے۔ تو جلد اس رسالہ کو ہزاروں کی تعداد میں ان ملکوں میں شائع کریں ؁

ست اوپدیش

یہ کتاب سردار شیخ محمد یوسف صاحب ایڈیٹر نور کی خاص محنت کا نتیجہ ہے۔ سردار صاحب بھی احمدیہ پبلک میں غیر معروف آدمی نہیں۔ سکھوں اور آریوں میں ان کا کام دوست اور دشمن نے تسلیم کرلیا ہے۔ سردار صاحب متعدد کتب کے مصنف ہیں۔ ست اوپدیش ایڈیٹر لائل گزٹ کی ایک تصنیف موسومہ بہ تکذیب کا جواب ہے۔ یہ کتاب نہایت ہی دلچسپ ہے۔ اور جب اس کو ایک دفعہ شروع کردیں تو چھوڑنے کو دل نہیں چاہتا۔ باوجود اس کے کہ یہ ایک ایسی کتاب کا جواب ہے۔ جو بہت سخت لب و لہجہ میں ہے۔ مگر سردار صاحب نے اس ست اوپدیش میں نہایت میٹھے کلام کو استعمال کرنے کے علاوہ براہین قاطعہ سے باوا صاحب کا مسلمان ہونا گورو صاحبان کے مسلمان صوفیاء کے ساتھ تعلقات اور مسلمان بادشاہوں کے سلوکوں کا مفصل ذکر کیا ہے۔ یہ کتاب اس قابل ہے۔ کہ نہایت کثرت سے اس کو سکھوں میں تقسیم کیا جائے۔

قیمت عمہ دفتر اخبار نور سے طلب کریں

ایک آریہ کے چھ سوالوں کا جواب

مصنفہ ایڈیٹر صاحب نور۔ یہ کتاب پروفیسر رام دیو کے ان چھ اعتراضات کا مسکت جواب ہے۔ جو اس نے اسلام پر کئے۔ اور وہ یہ ہیں۔

(۱) قرآن مجید آنحضرت صلعم کا روزنامچہ ہے۔

(۲) فرشتوں کا ذکر شاعرانہ ہے۔

(۳) پردہ سسٹم بری چیز ہے۔

(۴) کثرت ازدواج زنا کاری ہے۔

(۵) گوشت انسان کی قدرتی خوراک نہیں۔

(۶) گیتا اور رامائن پاکیزگی دیتے ہیں۔

یہ مضمون اس عمدگی کے ساتھ لکھا گیا ہے۔ کہ خود پروفیسر رام دیو نے اس کا اعتراف کیا۔ چونکہ یہ اعتراضات کثرت سے آریہ کرتے رہتے ہیں۔ اس لئے مذہبی دلچسپی رکھنے والوں کے پاس اس کتاب کا ہونا بھی نہایت ضروری ہے۔

قیمت ۸ر دفتر اخبار نور سے طلب کرو

بقیہ صفحہ نمبر ۱۲

کا فرزند ہونا اس شخص کیلئے جو فرزند ہے۔ نبوت کے ملنے کا مانع ہے۔ تو اس صورت میں کسی نبی کا فرزند ہونا موجب زحمت ہوگا۔ نہ موجب رحمت۔

دوسرے۔ یہ کہ کسی نبی کا فرزند اگر عہدہ نبوت سے مانع ہوتا تو چاہیئے تھا۔ کہ کسی نبی کا بیٹا نبی نہ ہوتا مگر واقعہ یہ ہو۔ کہ نبیوں کے فرزند بھی نبی ہوتے رہے ہیں۔ جیسا کہ حدیث صحیح میں آیا ہے کہ یوسف ابن یعقوب اور یعقوب ابن اسحاق اور اسحاق ابن ابراہیم سب نبی تھے۔ تیسرے۔ نبی کا تبع اور پیروی کرنیوالا اگر نبی کا ایسا فرزند ہوتا ہو کہ اسکو نبی کا بھائی نہیں کہہ سکتے تو مولوی محمد علی صاحب کا یہ حملہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر ہوتا ہو کیونکہ مناقب حضرت ابو بکرؓ میں احادیث صحیحہ میں وارد ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا "ابو بکر میرا بھائی ہے" پھر ایک موقع پر آنحضرت صلعم نے اپنے صحابہ کو مخاطب کرکے یہ بھی فرمایا "اعبدوا ربکم اکرموا اخاکم" (دیکھو مشکوٰۃ کتاب النکاح باب عشرۃ النساء فصل ثالث) کہ عبادت خدا کی کرو اور عزت اپنے بھائی کی یعنی آنحضرت صلعم کی اس حدیث کی رو سے آپ نے سب صحابہ کو اپنا بھائی قرار دیا ہے۔ حالانکہ صحابہ میں سے نہ ابو بکرؓ نبی تھے۔ اور نہ کوئی اور صحابی ان دونوں حوالوں کے ظاہر ہو کر مولوی محمد علی صاحب کا یہ لکھنا کہ نبی کا تبع نبی کا بھائی نہیں کہلا سکتا۔ اس لئے مسیح موعود نبی نہیں ہیں صحیح نہیں ہے۔ ایک اور حدیث نسائی کے باب الفضل فی الوضوء میں آتی ہے جس میں آنحضرت صلعم اپنی امت کے ان لوگوں کو بھی اپنا بھائی ٹھہراتے ہیں۔ جو آنحضرت صلعم کے بعد آنیوالے ہیں۔ اصل الفاظ یہ ہیں۔ اخوانی الذین لم یاتوا بعد وانا فرطھم علی الحوض" کہ میرے بھائی وہ ہیں جو ابھی آئے نہیں